رجسٹرڈ نمبر اے ۱۸
اکتوبر ۱۹۵۲ء

معارف

مجلس دار المصنفین کا ماہوار علمی رسالہ

مرتبہ

شاہ معین الدین احمد ندوی

قیمت چھ روپیہ سالانہ

محمد شمس الدین

دفتر دار المصنفین اعظم گڑھ

جلد ۷۰ ماہ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ مطابق ماہ اکتوبر ۱۹۵۲ء عدد ۴

مضامین

مقالات

تلخیص و تبصرہ

باب التقریظ والانتقاد

مولانا مظفر شمس بلخی

اور

سندِ حدیث

از

از جناب مولانا عبدالرؤف اورنگ آبادی

(۲)

تصنیف و تالیف | مخدوم جہاںؒ کے مریدوں کا شمار ایک لاکھ سے زیادہ تھا، مگر ان میں کل چالیس واصل الی اللہ اور چالیس واصلین میں، صرف تین مردانِ خدا تھے، اول شیخ مظفر شمس بلخی، دوسرے ملک زادہ فضل اللہ، تیسرے مولانا نظام الدین حصاری اور ان میں سے شیخ مظفر بلخی عاشق صادق تھے جن کی جان و تن میں آتش عشق کے شعلے بھڑکتے تھے، اسی شعلۂ عشق کا اثر تھا کہ مولانا کے صلبی اولاد پیدا نہ ہو سکی، اور رفیقاتِ حیات سے کنارہ کشی کرنا پڑی تھی،

آپ کی زندگی چار دور پر تقسیم کی جاسکتی ہے، اول تحصیل و تعلم، دوسرے تدریس و تعلیم، تیسرے تزکیہ نفس و تصفیۂ قلب، چوتھے ہدایت و ارشاد، دوسرے اور چوتھے دور میں بضرورت اور دوسروں کی فرمائش سے ایک دو رسالے اور صدہا مکتوبات تحریر کئے، اور جذباتِ عارفانہ کے اظہار کے لئے شاعری اختیار کی تھی،

۱؎ ماخوذ از رسالہ شیخ بہرام بہاری ۔ ۲؎ آپ کا پورا دیوان مرتب ہو چکا ہے،

حاجی شرف الدین فردوسی کے اصرار اور فرمایش پر علم درویشی میں چند صفحے کا ایک مختصر رسالہ "ہدایت درویشی و نہایت آن" فارسی میں تحریر کیا تھا، جو مطبع خاص شرف پریس بہار شریف میں ۱۳۰۶ھ میں طبع ہوا تھا،

(۲) جب مناظرہ و مباحثہ سے ذوق تھا، تو اکثر اوقات زیر بحث موضوع پر برجستہ رسالے لکھ کر مقابل علماء کو پیش کیا کرتے تھے، اسی زمانہ میں بہاری علماء کے لئے رسالہ کلام نفسی مرتب کیا تھا، اور مناظرہ سے پیشتر مخدوم جہان کی خدمت میں پیش کیا تھا، مخدوم نے اس کے مضامین سے تو اتفاق کیا، مگر وہ علماے عصر کے فہم و ادراک سے باہر تھا، اور اس سے فتنہ کا خوف تھا اس لئے رسالہ مذکور کو خود چاک کر دیا[۵۱]، اور مناظرہ و مباحثہ سے احتراز کرنے کی تاکید کی، آپ کی زندہ تصنیف شیخ الاسلام مولینا مخدوم شیخ حسین معز المقلب بہ نوشۂ توحید و سمندر توحید کی ذات گرامی تھی، جن کی تربیت و تعلیم آپ نے خود کی تھی، اور اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا تھا،

درس و تدریس تعلیم و تدریس سے آپ کو شغف تھا، اور اس میں آپ کو اتنی شہرت حاصل تھی کہ فیروز شاہ نے درس گاہ کوشک لعل کو آپ کے حوالہ کر دیا تھا[۵۲] جہاں چند سال تک آپ کا قیام رہا، انھی ایام میں ایک دن چند خوش آواز قوال درس گاہ کی جانب آنکلے، اور کچھ گانے لگے، اسے سن کر آپ پر کیفیت طاری ہو گئی[۵۳] اور محل کے بالائی حصہ سے کود پڑے، اور مال و متاع کو لٹا کر بہار کا رُخ کیا،

مکہ معظمہ کے زمانہ قیام میں حرم شریف میں مستقل چار سال تک احادیث کے درس میں مشغول رہے[۵۴] اور تعلیم و تدریس کا مشغلہ قیام عدن کے زمانہ میں بھی جاری رہا ہے[۵۵]

(بقیہ حاشیہ ص ۲۸۷) اور مولانا حکیم سید شاہ تقی حسن بلخی سجادہ نشین خانقاہ فتوحہ پٹنہ کے مجموعہ نوادر سے ہے [۵۱] مناقب الاصفیا، [۵۲] مونس القلوب و مناقب الاصفیاء [۵۳] مناقب الاصفیا [۵۴] از سند حدیث مندرجہ [۵۵] مناقب الاصفیاء

آپ کے اقوال مکتوبات اور مختلف کتابون مین آپ کے بہت سے عارفانہ اقوال و ملفوظات ملتے ہین، جو اس راہ کے سالکین کے لئے درس بصیرت ہین،

۱- اے دوست عاقلان قرآن شنیدہ اند و عاشقان قرآن دیدہ اند، .... شنیدن دیگر بود و دیدن دیگر، ہر عالم را بہی علم با عمل او مقابلہ کن، اگر برابر آید بدانکہ عالم است،،

۲- اے مرتزا تو یقین دان ہر کہ میرد، در بہشت رسد، عاشقان مردہ اند و بہشت رسیدہ،

۳- سنت فقرا نیست کہ در مسکن و اسباب معاش ہر جا کہ باشند بے پناہ باشند اگرچہ پناہ خدائے تعالی ولقمۂ ایشان از غیر معلوم بود،

۴- علم خدا شناسی دیگر ست، و علم دین شناسی دیگر،

۵- اے دوست زاہدی و عابدی دیگر است، پاکی و پاکبازی دیگر، آن از زنان ہم آید اما تو اگر مردی کار مردان کن،

۶- برائے تو خدائے تعالی چیزہا مقدر کردہ است از نیکی و بدی، پس آن ہمہ رسیدن ست و در آن ذرہ ذرہ زیادت و نقصان شدنی نیست،

۷- تجلی نور توحید در شکل دوست است، در دنیا رویت مخصوص است، در آخرت این مسئلہ را برائے آنکہ فہم کند ذوق باید، و این جز نصیبۂ عاشقان ست، عقلا را فہم این معنی بعید است،،

۸- مخدوم ما شیخ الاسلام شرف الدین قدس سرہ العزیز درویشے را ہمین دو حرف گفتہ است ہمت دار و اخلاص،

۹- چون مذمومات نفس بمحمودات بدل گشت، روشن تمام شد، بسر حد سلوک رسید، بعد ازین کشش و جذبہ است ہمہ مستی در مستی وجد در وجد حال در حال است، اینجا علم و عبادت کار نکند بہ نسبت کہ من بعد بمذاق وجدانی رسیدنی است نہ گفتنی،

۱۰ - اے دوست آنچہ در غلبات گوئی معذوری کہ غلبات را حکم جنون است،

۱۱ - اے دوست دیوانہ بیخود باش قلاش و پاک باش از خود پاک باش،

۱۲ - ہر کہ چیزے یافت از صحبت یافت باید کہ در صحبت صلحاء باشد،

۱۳ - عشق و شرکت حاشا و کلا عاشقان مشرک نباشند،

۱۴ - اے دوست اگر مطلبے یابی کہ در مکتب بیخودی درس می دہد، آنجا بروی و بشنو، اے دوست با صالحان مباش باز اہدان مباش با فاسقان مباش با اہل دنیا مباش با اہل آخرت مباش، بیخود باش دیوانہ باش، بیخودان باش، با دیوانگان باش، خاک باش،

۱۵ - اے دوست برتن آور باش و ہوا شریعت و بدل آوا باش ہوا الحقیقت،

۱۶ - زاہدی دیگر ست، و عابدی دیگر، درویشی دیگر،

۱۷ - درویشی بحق مردن است و بحق زندہ ماندن،

مکتوبات | آپ کے مکتوبات عارفانہ اسرار و حقائق کا خزانہ ہیں، نمونۃً ایک مکتوب جو غیاث الدین تغلق کے نام ہے نقل کیا جاتا ہے،

مکتوب ہشت و ہشتم :- در غنیمت شمردن وقت شناختن حق ولی نعمت، بجانب سلطان غیاث الدین این فقیر وداع می کند انشاء اللہ تعالیٰ نیت مجاورت بیت اللہ دارد تا کہ الموت ہناک انشاء اللہ تعالیٰ آمین، بیت،

سوے پاگر خدمت را وبپایان نہ رسد   بارے اندر طلبش عمر بہ پایان برسان

بیان ایکجا ملاقات فی الیوم المعلوم قل ان الاوّلین والآخرین لمجموعون الیٰ میقات یوم معلوم، یوم یقوم الساعۃ، اذا وقعت الواقعۃ، ذالک یوم التغابن، التغابن زیان کردن ای یوم ظہور التغابن افسوس ہرکہ گوید دریغ ندانستم زیان کردم عمر باختہ بودم وقت کار بافتہ بودم

بچہ ضائع کردم در یں شب تاریک بود گوہر را بہ بہائے خرمہرہ فروختم،

تو من شہ بزیر ران بود،	ہم تو کم تاختی کسے چہ کند
براہ بودی دوات آمدہ بود؟	لیک کم باختی کسے چہ کند

خواجہ سعدی رحمہ اللہ راست بیت،

زمانہ زمن روزگارے بود	کہ ہر روزے از وے شب قدر بود

امروز ہشت بہشت بپارۂ نان و نعلوے فروختہ می شود و فردا اگر بقیمہ ہفت زمین را برا زد کنند بجاحی دہند کہ بروے عقوبت لازم شدہ است بخواہد کہ ہمہ را بعوض دہد، و خود را از مقام عقوبت برہانید ازو قبول نکند

اگر بخواہی کہ بجوئی دلم امروز بجوئی	ورنہ بسیار بجوئی کہ نیابی ما را

ہرچہ امروز ہست تدارک امروز عدل ساعۃ خیر من عبادۃ ستین سنۃ وفی روایۃ خیر من عبادۃ الثقلین آں بادشاہ بیسرست، قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و لتنظر نفس ما قدمت لغد، اے دوست کدام غدست ان کانت الصیحۃ واحدۃ فاذا ھم جمیع لدینا محضرون قل ان الاولین والآخرین لمجموعون الیٰ میقات یوم معلوم وحشرناھم فلم نغادر منھم احدا وعرضوا علیٰ ربک صفا، چگونہ نہ بینی کہ لقد جئتمونا کما خلقناکم اول مرۃ[1]

مکتوب مندرجہ سے ظاہر ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق سے مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ بھی تھا،

شاعری اور نمونہ کلام | جذبات عارفانہ کے اظہار کی خاطر شاعری سے بھی ذوق تھا، اور یہ ذوق

[1] مکتوب مندرجہ طویل تھا، اور مضامین یکساں تھے، اس لئے مختصر کر دیئے گئے،

فطری تھا، عربی اور فارسی دونون زبانون مین طبع آزمائی فرماتے تھے، برہان تخلص تھا، ہندوستان کی سکونت اور مخدوم جہان کی صحبت کے اثر سے کبھی کبھی ہندی دوہے کی شکل مین بھی عارفانہ جذبات کا اظہار فرماتے رہے، آپ کا پورا قلمی دیوان ردیف وار مرتب موجود ہے، منتخب دیوان کسی زمانہ مین شائع ہوا تھا، جو نایاب ہے، چند منتخب اشعار درج ذیل ہین،

ہمہ کارہا حرام است جز کار یار ما   چون فرض، فرض راہت این کار و بار بر ما
در بوم عقل بودم عنقا سعد گشتم   عشقت چو پنجہ برزد سیمرغ دار بر ما

من حبذا شبہا ستم جانم جدا   ای بخاک کوی تو صد جان فدا
عشق رو بیت خانہ ویران نکرد   خر گہ چو مفلس بی خانہ را

در دین شما دل نکشاید مارا   وان دین شما کار نہ آید مارا
ایمان حقیقی چو بجان روی نمود   این سشہا کفر نشاید مارا

مرد چو یخ چہ ماندۂ جوش برار چون شراب   بادۂ عاشقی بنوش نقل کن از دل کباب

آن قدسی کہ نور جمال و جلال داشت   در لا تمام بود در الا کمال داشت
قطب زمین کہ بد شرف الحق درین زمان   در آسمان مجمع ملائک جمال داشت
او بود بی عیال ولیک از علوی قدر   جملہ جہان زمشرق و مغرب عیال داشت
او در فنا بحد نہایت رسیدہ بود   تک بقاے ایزد باقی نوال داشت

سری میان ما و شما در الست رفت   وان سر بہر دلی کہ رسید بدست رفت
ہر کو بغیر عشق بسر برد عمر اگر   صد سال کرد طاعت و ہم بت پرست رفت

لہ شیخ مخدوم جہان کی تعریف و توصیف مین یہ اشعار ہین، شیخ کے سلوک و عرفان کی حقیقت کو چند اشعار مین ظاہر کیا ہے،

ازان لعلت که نوشش خون ناب است   جهانی همچو چشم تو خراب است
بهر سو عاشقان جامه دریده   هنوز آن روی زیبا در نقاب است

ز آب آوردن طهارت شرط باشد در نماز   چون ز خود آری طهارت آن نماز دیگر است

عقل را جز کارسازی بیش نیست   عشق را جز پاکبازی بیش نیست
عاقلان را بس نماز تن بود   عاشقان را دل نمازی بیش نیست

هر که در سودای تو از کفر و ایمان پاک نیست   باک جان دارد هنوز او عاشق بی باک نیست
خال هندوی تو والله دین من تاراج کرد   هندوان را غارت اسلام کردن باک نیست

چون بکوی عشق تو دل چاک شد   عقل را دامن دو صد جا چاک شد
پاکباز عشق را از جان چه باک   هر که در عشق آمد او بی باک شد
در دل برهان چو عشقت شعله زد   علم و فضلش جملگی خاشاک شد

گر باد صبا بوی تو هر شب نرساند   یک روز به هجر تو کسی زنده نماند
امروز مرا مست کن از جام لب خویش   تا سال دگر کی که خود زنده که ماند

به نزد اهل وحدت کفر باشد   بجز ذات خدا اثبات دیگر

ما خودی از تیغ لا گردن زدیم   بر جمال عشق الا میردیم
آمده بودیم از دریا بموج   باز هم از موج دریا میردیم
خود نمی گنجد چو برهان در رهش   در رهش از خویش یکتا میردیم

عشق را ایمان عریان کرده ایم   عقل را از سر مسلمان کرده ایم
ای غم کونین برخیز از دلم   من درین جا دوست مهمان کرده ایم

ما نیک در اصل با دو صولیم   دو هر دو جهان از دو قبولیم

از فرع باصل باز رفتیم — از عالم کاف و نون ملولیم
باصل چو وصل حاصل آمد — از فضل خدائے با حصولیم

بجز روے تو دلدارے ندارم — بہ پیشت در جہان یارے ندارم
ز روے تو کہ گلزار جہان ست — نصیب خود بجز خارے ندارم
بہ ہجر تو کہ بیمارم چہ بر ہان — بجز درد تو بیمارے ندارم

من نان شب ندارم سلطان وقت خویشم — بر خوان کس نہ ... مہمان وقت خویشم
در خانہ و در کس نہ دم چو دامن من — بر در دلم نشستہ دربان وقت خویشم

شد چو نہال شاخ عشق بیخ خود از میان بکن — ہر کہ ز عشق بر خورد بر نخورد ز خویشتن
دنیا و خلق و اسم و رسم جملہ بتان آذرند — عشق خدا خلیل وار این ہمہ را تو بر شکن
مرگ چو خواہد آمدن پیش ز مرگ خود بمیر — تا ز تو بشکند جہان خود ز جہان تو بر شکن

ہم سر خدا شنیدۂ تو — ہم عشق خدا گزیدۂ تو
اے صاحب بیت یاد باشد تو — آن دادۂ و این خریدۂ تو

مرحبا این طلسم ز دیگر کردۂ — عشق را بنیاد از سر کردۂ
عقل از علم تو چیزے در نیافت — خوب کردی عقل را خر کردۂ
صد چو بر ہا آن بر رخت اسپند باد — مرحبا این طرز دیگر کردۂ

در حلقۂ بے باکان باز آر گنم باری — زنار فغان بندم از بہر خریداری
از غیرت اگر یارت یک ذرہ تو بیند — ہر گز ننہد یارت در دیدۂ یاری

اس انتخاب سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مولانا کا کلام ذوق و شوق، سوز و گداز، جوش و خروش سے کس قدر معمور ہے، اور صاحب دل صوفی شعراء کے کلام کے اسرار و حقائق اور باکمال ایرانی اساتذہ

کے لفظی و معنوی محاسن اور حلاوت و شیرینی وغیرہ تمام اوصاف و خصوصیات ان کے کلام میں موجود ہیں

ذوق و وجد مولانا میں ذوق و وجد کا بھی جذبہ تھا، جب مخدوم جہاں راجگیر میں چلہ کش تھے[1]، اسی زمانہ میں آپ بھی چلہ کشی میں مصروف تھے، ابھی چالیس روز پورے نہ ہوئے تھے کہ میر شیخو نامی قوال نے حجرہ کے سامنے آکر ذیل کے اشعار ترنم سے پڑھنا شروع کئے،

کیش مارسم شکستن نہ بود عہد وفارا | اللہ اللہ تو فراموش مکن صحبت مارا

درین دیار گذشتی و سالہا بگذشت | ہنوز بوے تو می آید از منازل ما

انھیں سن کر آپ بیتابانہ حجرہ سے باہر نکل آئے، اور نقد و جنس جو کچھ تھا، سب قوال کو دیدیا، کوشک فیروز شاہی کے درس کے زمانہ کے وجد و حال کا واقعہ اوپر گذر چکا ہے،

فقرائے خانقاہ کی خدمت دہلی سے واپسی میں مخدوم جہاں نے آپ کو فقرائے خانقاہ کی خدمت پر متعین کر دیا تھا[2]، اس خدمت کو آپ بڑی خوشی، اور خوش اسلوبی سے انجام دیتے تھے، فقرائے خانقاہ جو حکم دیتے تھے اسکو بخوشی انجام دیتے، اور ذرا بھی کسر شان کا احساس نہ ہوتا، ایام خدمت گذاری میں کپڑے تار تار ہو جاتے تھے، اس حال میں بھی وہ خوش رہا کرتے اور فرماتے،

خوشم بدولت خواری کہ ملک تنہائی | کہ التفات کسے را بہ ذرہ کام نیست

اور زبان حال سے یوں گویا ہوتے،

خوار ہوں کوئے طلب میں میری توقیر یہ ہے | خاک ہو جاؤں تیری راہ میں اکثیر یہ ہو

مجاہدہ و ریاضت جس زمانہ میں آپ مخدوم جہاں کی خانقاہ میں جہد و ریاضت میں مشغول تھے، ایک

---

[1] راجگیر بہار شریف سے تقریباً چودہ میل سمت شمال میں ایک پرلطف کوہستانی مقام ہے جہاں سرد و گرم چشمے ہیں، مخدوم کنڈ سے متصل سمت مشرق وہ حجرہ ابھی تک موجود ہے جس میں مولانا نے چلہ کشی کی تھی، اس تنگ حجرہ میں جانا موجب خیر و برکت سمجھا جاتا ہے، مناقب الاصفیاء،

روز اتفاقاً خانقاہ کا دروازہ پکڑے تھے کہ مخدوم کی نظر آپ پر پڑی، دیکھا تو جسم میں صرف ہڈی چمڑا رہ گیا تھا، ہڈیاں دور سے نمایاں تھیں، مخدوم نے قاضی زاہد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، زاہد دیکھتے ہو یہ حضرت جو لا تسلم کہتے آئے تھے، اب کس حال میں ہیں، ایک مدت تک اس مجاہدہ و ریاضت کے بعد مخدوم کے عنایات مربیانہ اور شفقت مرشدانہ سے سرفراز ہوئے،

ترک دنیا اور ماسوا سے بیزاری

جب آپؒ کی حالت اس درجہ کو پہنچ چکی کہ ذلت وخواری کا احساس باقی نہ رہ گیا تو مخدوم نے حکم دیا کہ مولانا کے لئے نفیس اور قیمتی کپڑے اور پرلطف اور دلکش قیام گاہ کا انتظام کیا جائے، سونے کے لئے عمدہ اور نرم بستر اور کھانے کے لئے الوان نعمت تیار کئے جائیں، اس حکم کی تعمیل ہوئی، مگر آپ نے اس پرتکلف سامان پر نظر تک نہ ڈالی، اور بزبان حال یوں گویا تھے،

جان آرام چون بسر تقدیر سوخت   ہشت جنت را بیک گندم فروخت

جس زمانہ میں آپ ریاضت ومجاہدہ میں مشغول تھے، ایک مرتبہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا فلاں بیوی کی یاد مشاغل میں حارج اور مجاہدہ میں مخل ہوتی ہے، اور وسوسے اور خیالات ستاتے رہتے ہیں، خلوت نشینی کا مقصد حاصل نہیں ہوتا، شیخ نے بظاہر اس پر کوئی توجہ نہیں کی، مگر کچھ دیر کے بعد آپ خود بول اٹھے کہ میں نے فلاں بیوی کو طلاق دیدی، شیخ نے کہا کہ تم نے اپنا کام پورا کرلیا، خلوت اور مشغلہ کی اب ضرورت باقی نہیں رہی، جہاں کہیں اور جس حال میں بھی رہوگے، خلوت ہی خلوت رہے گی، اس نفس کشی اور اولوالعزمی کے باعث شیخ کے ایسے محبوب ہوئے کہ خود مراد بن گئے،

پیران در طلب مریدان اند   یا خود را در آئینۂ مریدان بینند

متاع دنیا سے ایک حبہ بھی اپنے پاس نہیں رکھتے تھے، اگر نادانستہ رہ جاتا تو خلش پیدا ہوجاتی اور[1] نماز میں سخت بے چینی محسوس ہوتی، ایک مرتبہ کسی عزیز نے نقرئی ٹکے نذر کئے، آپ نے ان کو حاضرین میں

---

[1] مناقب الاصفیا،

تقسیم کر دیا، صرف دو ٹنکے رہ گئے تھے، اُن کو خادم نے کسی طاق پر رکھ دیا تھا، اور بھول گیا، اس کا اثر یہ ہوا کہ جب آپ نماز مین مشغول ہوے، تو دو چوپایے کی صورتین پیش نظر ہوئین، لاحول پڑھ کر مکرر تحریمہ باندھا، تو پھر وہی مکروہ صورتین پیش نظر تھین، پھر لاحول پڑھ کر ازسرنو نماز شروع کی، تو پھر بھی صورتین سامنے تھین، آپ نے اپنے خادم سے دریافت کیا کہ آلائش دنیا سے کوئی چیز گھر مین تو نہین رہ گئی ہے، ہر چند خادم نے تلاش کیا، مگر کچھ پتہ نہ چلا، اس لئے آپ پھر بڑے اہتمام سے نماز شروع کی، مگر پھر وہی صورتین پیش نظر تھین، خادم کو آپ نے سخت ڈانٹا اور مزید تلاش وجستجو کی تاکید کی، اس نے دوبارہ تلاش کیا تو ٹنکے طاق پر ملے، آپ نے اُن کو گھر سے باہر پھکوا دیا، اس وقت نماز سے وہ صورتین دور ہوئین اور اطمینان قلب نصیب ہوا،

اس واقعہ سے متاع دنیا سے بیزاری ہی کا نہین، بلکہ احسان واخلاص کے کمال کا بھی پتہ چلتا ہے،

فقر ودرویشی

آپ کی طبیعت مین نفاست کے ساتھ بڑا تکلف تھا، مزاج مین شاہزادگی کا پورا اثر تھا، اور لباس، مطعومات، مشروبات اور مرغوبات ہر چیز سے تکلف نمایان تھا، مگر طریقت مین آنے اور مرشد کی صحبت مین رہنے کے بعد زندگی کی کایا پلٹ ہوگئی، اور درویشانہ رنگ غالب ہوگیا، صورت سے شان درویشانہ ظاہر تھی، مکہ معظمہ اور عدن کے قیام کے زمانہ مین لباس دنیا کی جانب ایسی بے توجہی پیدا ہوگئی تھی کہ ان چیزون کا احساس ہی نہ رہ گیا تھا،

ایثار وقربانی

سیرچشمی اور فیاضی آپ کی طبیعت ثانیہ تھی، نقد وجنس جو کچھ جمع ہوتا طالبون اور سائلون مین تقسیم کر دیتے، تقریبًا چالیس بار گھر بار راہ خدا مین لٹا دیا، مخدوم شیخ حسین کا بیان ہے کہ جب آپ گھر لٹاتے تھے اس وقت مین بچہ تھا، گھر لٹاتے وقت کبھی ہاتھ پکڑ کر مجھے باہر لے آتے تھے، اور کبھی مجھے بھی بھول جاتے تھے، اور دوسرا کوئی شخص گھر سے باہر لاتا تھا، فیاضی کا یہ حال تھا کہ عزیز دین کا مال ومتاع تک سائلون کو دیتے تھے، ایک روز کوئی سائل آیا مخدوم شیخ حسین کا بچہ جس مین

ضروری سامان تھا، سائل کے حوالہ کر دیا گیا، اگر کچھ پاس نہ ہوتا، تو بدن کے کپڑے اور پڑھنے کی کتابیں دیدیتے صحیح مسلم کا ایک لاجواب نسخہ آپ کے پاس تھا، جس میں آپ کے بھائی شیخ معز شمس بلخی، اور بھتیجے شیخ حسین معز بلخی نے قرأت و سماعت کی تھی، ایک سائل نے سوال کیا، اس وقت کچھ پاس نہ تھا، وہی لاجواب نسخہ اٹھا کر سائل کو دیدیا، شیخ حسین کو معلوم ہوا تو انھوں نے عرض کی کہ وہ نسخہ تو آپ نے مجھے عطا کر دیا تھا، آپ نے فرمایا جان من! جب میں نے سائل کو دیدیا تو تم بھی اس کو بخش دو، یہ سن کر شیخ موصوف نے سائل کو تین سو روپیے دے کر اس نسخہ کو حاصل کیا، خود بھوکے رہ کر دوسروں کو شکم سیر کرنے کی سیکڑوں مثالیں ہیں،

ازدواج اولاد اتباع سنت کے خیال سے آپ نے کئی نکاح کئے، مگر جب کسی بیوی سے اتنی محبت بڑھ جاتی کہ اس سے عبادت میں خلل پڑتا تو اس سے قطع تعلق کر لیتے[1]، لونڈیاں بکثرت خرید کر آزاد کیں، جن کی تعداد ایک سو کے قریب ہوگی، مگر ایک لونڈی بی بی ضیاء[2]، کو جب آزاد کرنا چاہا تو انھوں نے قدم پکڑ لئے، اور عرض کی کہ مجھے شرف خدمت سے محروم نہ کیجئے، چنانچہ وہ خوش بخت آخر حیات تک آپ کے ساتھ رہیں، بعد وفات بھی وہ بقید حیات تھیں، مگر کسی سے اولاد نہ ہوئی، مخدوم جہاں نے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ تم بجد سوز باطن رکھتے ہو، اس لئے تمھیں اولاد نہ ہوگی، اور معز الدین شمس کی جو اولاد ہوگی تمھاری طرف منسوب ہوگی، مکتوبات جوابی شیخ شرف الدین یحیٰی منیری المعروف بست و ہشت کے مکتوب یازدہم سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا کو گاہ گاہ اولاد نہ ہونے کا رنج ہوتا تھا، ایک مرتبہ اس کا رنج ہوا تو مخدوم نے آیت کریمہ ھو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا الخ کے ماتحت حضرت موسیٰ پر اُن کی ولادت سے لے کر طور کی تجلی تک جو حوادث و مصائب گذرے تھے، ان کو بیان کر کے فتوح اور کشود کار

۱؎ مناقب الاصفیاء،

۲؎ مونس القلوب مخطوطہ،

کی مبارک باد دی تھی، چنانچہ تحریر فرماتے ہین کہ

"چون آن برادر نظر بہ اہل بیت خود بنا شائستگی خود افتاد از خود و از کار خود نا امید شد دل بر ہلاکی خود نہاد، اگر وقت فتوح در رسد، و در کار کشادہ گردد عجب نبود مبارک باد والسلام"

ان کے منجھلے بھائی مولٰنا معز شمس بلخی کے بمقام ظفرآباد اولاد ہوئی تھی، اور اس کی خبر بہار پہنچنے بھی نہ پائی تھی کہ مخدوم جہان نے مولٰنا کو مبارک باد دی، اور فرمایا فرزند مبارک ہو آپ نے عرض کی حضرت مین تو متاہل بھی نہین ہون، اولاد کیونکر ہوگی، فرمایا، مولانا معز شمس کے فرزند تولد ہوا، وہ تمھارا فرزند ہوگا، اور اپنا پیراہن مبارک اور ایک رومال عطا کرکے فرمایا کہ جب لڑکے کو کپڑے کی حاجت ہو تو اسی پیراہن سے اس کو بنانا، اور رومال کی ٹوپی بنا کر چھٹی مین بچہ کو پہنانا، چنانچہ یہ فرزند ارجمند حسین معز شمس بلخی مولانا کے فرزند مشہور انام ہوئے، اور آپ کا مشہور خاندان بلخی انہی بزرگ سے چلا، وہ مولانا کی صحبت مین رہتے تھے، اور آپ سے علم و عرفان کی تربیت حاصل کرتے،

بشارت | مولانا اب تک حج کے شرف سے مشرف نہ ہوئے تھے، حسب ارشاد مرشد کعبہ روانہ ہوگئے، فراغت حج کے بعد عازم مراجعت تھے، کہ شیخ کی وفات کی خبر پاکر بجید ملول ہوئے اور بہ فاقہ خاطر ہوکر ہجرت کے خیال مین تھے کہ بشارت ہوئی کہ ہندوستان واپس جاؤ اور پھر عزیزون کے ہمراہ واپس آنا جب بشارت ہندوستان کا رُخ کیا، اور بہار تشریف پہنچے،

رسم سجادگی اور رشد و ہدایت کا سلسلہ | مخدوم جہان[۳] کی وفات کے وقت مولٰنا موجود نہ تھے، مگر مخدوم کی وفات اور مولانا کی سجادگی سے پہلے ہی بعض مریدون نے خانقاہ نہ رسوم شروع

---

[۱] مونس القلوب مخطوطہ و مناقب الاصفیا [۲] مونس القلوب ۳۵ [۳] سالہ رین بدر عربی حسب روایت مونس القلوب بلینا للہ مین تیغ نیچے کہ مخدوم جہان کی وفات کا حادثہ رونما ہوا، جس شب مخدوم جہان نے وفات پائی ہے، مولٰینا نے خواب مین دیکھا کہ

کر دیئے تھے، مولانا جب بہار پہنچے، اور یہ نقشہ دیکھا تو باز پرس کی مولانا کے حجاز جانے سے پہلے مخدوم جہان آپ کو اجازت نامہ اور سند خلافت تحریر کرکے عطا کر چکے تھے، اس کے باوجود اختلاف ہوا بالآخر مخدوم جہان کے خدام اور مخلصون نے مولانا کے حق مین فیصلہ کیا اور آپ کی سجادگی کی رسم اہتمام کے ساتھ ادا ہوئی، اور آپ ایک مدت تک بہار مین قیام کرکے رشد و ہدایت کے فرائض ادا کرتے رہے، مگر مرشد سے غایت تعلق کی بنا پر آپ مفارقت شیخ مین نہایت رنجیدہ اور بے چین رہا کرتے تھے، اسی بے چینی مین دوبارہ حج بیت اللہ اور مجاورت بیت اللہ کے لئے روانہ ہو گئے، اس سلسلہ مین صاحب کاشف الاسرار تحریر کرتے ہین،

"حضرت مولانا بعد از ارتحال مخدوم الملک المتوفی سنہ ۷۸۲ھ کہ خلافت و سجادگی بذات بابرکات ایشان قرار گرفت یک چند بہ بہار طرح اقامت افگندند و ارشاد و ہدایت دادند فاما از غایت تعلق کہ بحضرت مخدوم جہان دل خستہ می داشت دیگر بہ بہار تاب اقامت نیاوردند، برخاستند و بعالم وحشت و سراسیمگی سوے بیت اللہ شتافتند و بعضے می دانند کہ باعث این سفر تفویض ولایت عدن بود"

اس بارہ مین صاحب کاشف الاسرار اور مناقب الاصفیاء دونون متفق ہیں کہ غایت تعلق کے باعث رنجیدہ خاطر رہا کرتے تھے، اس لئے زیادہ دنون تک بہار مین قیام نہین کر سکے، اور دوسرا سبب تفویض ولایت عدن بیان کیا جاتا ہے،

سلسلۂ پیران طریقت اور شجرۂ شیوخ | مولانا برہان الدین مظفر شمس بلخی (ھو اخذ الطریقۃ عن

(بقیہ حاشیہ ص ۲۹۹) مخدوم یہ دوہا پڑھ رہے ہین،

آئین رات سہانیان جن کارن ڈھیان کھائیان

آپ نے وقت اور تاریخ محفوظ کر لی، بہار آنے پر معلوم ہوا کہ اسی تاریخ و وقت پر وفات ہوئی تھی، واللہ اعلم،

مخدوم جہاں بندگی حضرت شیخ شرف الحق الشرع والدین احمد یحییٰ منیری وہو عن خواجہ نجیب الدین فردوسی وہو عن خواجہ رکن الدین فردوسی وہو عن خواجہ بدرالدین سمرقندی وہو عن خواجہ سیف الدین باخرزی، وہو عن خواجہ نجم الدین کبری ولی تراش، وہو عن خواجہ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی وہو عن خواجہ وجیہ الدین ابوحفص، وہو عن خواجہ محمد بن عبداللہ معروف بعمویہ وہو عن خواجہ احمد سیاہ دینوری وہو عن خواجہ ممشاد علو دینوری وہو عن خواجہ ابوالقاسم جنید بغدادی، وہو عن خواجہ سری سقطی وہو عن خواجہ معروف کرخی وہو عن حضرت امام علی موسیٰ رضا وہو عن حضرت امام موسیٰ کاظم وہو عن حضرت امام جعفر صادق، وہو عن حضرت امام محمد باقر، وہو عن حضرت سید السجاد امام زین العابدین وہو عن سید الشہداء امیر المومنین حضرت امام حسینؓ وہو عن حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ وعن شفیع المذنبین رحمت للعالمین، غیاث المستغیثین، انیس الغرباء والمساکین صاحب قاب قوسین جدالحسن والحسین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واہل بیتہ واصحابہ وبارک وسلم[1]،

قیام مکہ و مجاورت حرم

لیکن خاطر اور طمانیت قلب یا کسی اور روحانی مقصد کے پیش نظر دوسری مرتبہ اپنے بھائی مخدوم شیخ معز الدین شمس اور بھتیجے مخدوم شیخ حسین معز شمس کے ہمراہ حجاز مقدس روانہ ہوگئے[2]، اور مکہ معظمہ میں مسلسل چار سال قیام کیا[3]، اس مدت قیام میں شیخ حسین اور دوسرے طلبہ کو احادیث کا درس دیتے رہے اور حرم شریف کی مجاورت میں اوقات بسر کئے، اثنائے قیام میں شیخ کی علالت اور رحلت کا حادثہ پیش آیا، آپ کا مدفن حضرت خدیجہؓ[4] اور خواجہ فضیل عیاض کے مزار کے متصل ہے،

۱؎ آثار شرف مصنفہ قاضی سید نورالحسین متوطن شیر گھاٹی ضلع گیا، واز شجرہ مطبوعہ مولانا حکیم سید شاہ تقی حسن بلخی فردوسی سجادہ نشین خانقاہ فتوحہ پٹنہ ۲؎ مناقب الاصفیاء ۳؎ سند حدیث مذکور ۴؎ مناقب الاصفیاء

اور مونس القلوب ص

درود مقبول اور مولانا کا جواب | مکہ کے دوران قیام[1] میں ایک شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا تمھارے برادرزادہ نے میرے پاس عجیب تحفہ بھیجا ہے، ایسا تحفہ بہت کم بھیجا جاتا ہے، اور اس تحفہ کو درود کو زبان فرماکر انعام و نوازش کیا، اور شیخ حسین کو محبوبیت کی بشارت دی، مولانا نے درود مذکور کو زبان فیض ترجمان رسالت پناہی سے یاد کر لیا، اور بیدار ہوکر برادرزادہ کے حجرہ پہ جاکر دروازہ کھٹکھٹایا اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر خواب کا واقعہ بیان کیا، مخدوم شیخ حسین نے کہا کہ ہاں آج رات میں نے یہ درود انشاء کیا ہے، یہ حج کا زمانہ تھا، اطراف و جوانب کے قافلے آئے ہوئے تھے، تیس چالیس اولیاء اللہ نے اس موقع پر ایسا ہی خواب دیکھا، اور مولانا کی خدمت میں حاضر ہوکر درود مذکور کو حاصل کیا، وہ درود شریف یہ ہے،

"اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد عدد خلقك ورضاء نفسك وزنة عرشك ومداد كلماتك وبارك وسلم، وبارك وسلم[2] کا الحاق بزرگان نے کیا ہے،"

ولایت عدن اور قیام عدن | مولانا بھائی کی مفارقت سے بے حد متاسف تھے کہ ولایت عدن کی بشارت[1] ہوئی، اور آپ جب بشارت عدن روانہ ہوئے، آپ کے بھتیجے ہمراہ تھے، جسم پر شکستہ پیرہن اور سر پہ پارینہ عمامہ باندازِ عاشقانہ عدن کی راہ لی، ہزاروں پر تبدیل لباس کی یاد دہانی کی جاتی، اور نیا لباس پیش کیا جاتا، مگر آپ توجہ نہ فرماتے، البتہ اپنے بھتیجے شیخ حسین کو نیا لباس پہننے کی تاکید فرماتے، عدن پہنچ کر قیام کیا، اور نامعلوم مدت تک ہدایت خلق میں مشغول رہے،

مرض الموت | عدن میں خلق کی ارشاد و ہدایت میں مشغول تھے کہ مرض الموت شروع ہوا، مسلسل

---

[1] وسیلۂ شرف بروایت مونس القلوب و کاشف الاسرار [2] وسیلۂ شرف الاسرار،

[1] مناقب الاصفیاء و مونس القلوب،

اکیس روز بے آب و دانہ رہے، جب کوئی مزاج پرسی کرتا تو جواب نہ دیتے، ایک مرتبہ بولے بھی تو فرمایا "مجھے اپنی حالت پر چھوڑ دو" برادر زادہ سے فرماتے کہ مین شیخ کو دیکھتا ہون، مگر کچھ فرماتے نہین ہین معلوم نہین کیا منشا ہے؟ ایک روز صبح کے وقت فرمایش کی کہ مجھے اٹھا کر بٹھاؤ، اور تکیہ لگادو، آج کی شب شیخ کی پوری زیارت ہوئی ہے، مگر خواب تم کو نہین بیان کرسکتا، برادر زادہ نے عرض کیا اگر یہ تو فرمائین کہ شیخ کا منشا کیا ہے، جواب دیا وہ خواب ایک رمز ہے، اور اس کے رمز یہ کلمات یہ ہین، من احب لقاء اللہ احب اللہ لقائہ اس قدر کہکر اپنی حالت مین گم ہوگئے،

تفویض خلافت | جب وقت آخر ہوا تو شیخ الاسلام مولانا مخدوم شیخ حسین معز المقلب بہ نوشہ توحید و سمندر توحید کو اپنی اور اپنے مشائخ کی روحانی دولت و نعمت تفویض فرما کر بہار روانہ ہوجانے کی تاکید کی تو نوشہ توحید نے عرض کی، بہار مین پیران طریقت بکثرت ہین میری کیا مجال کہ وہان سر اٹھا سکون، فرمایا وا نوشہ چون تو سر برآری ہیچ سرے ندارم اور چند خصوصی نصیحتین کر کے خدا کی جانب رجوع ہوگئے،

وفات اور مدفن | اور تیسری رمضان المبارک ۷۸۸ھ کو واصل بحق ہوئے، اور عدن مین بیرون شہر متصل ساحل سمندر مدفون ہوئے، عالیشان مقبرہ ہنوز موجود اور بوسہ گاہ خلائق ہے، مخدوم جہان کے بعد کل چھ سال زندہ رہے، وفات کے وقت تقریباً ۷۵ یا ۷۶ سال کی عمر تھی،

تاریخہاے وفات | آپ کی وفات کے قطعات تاریخ متعدد کتابون مین ہین، ان مین سے بعض یہ ہین:-

شد بجنت آن مظفر دین | مقتداے شیخ متقی بلخی
ختم سال رحلتش فرما | ہم بگو زندہ دل ولی بلخی

روح مولنا مظفر کرد چون نقل مکان | از عدن در عدن شد تاریخ مخدوم لامکان

چشمہ فیض ذات اوست گزو | رفتہ بر سوے جویبار شرف
سال نقل مظفر بلخی | جستم و یافتم بہار شرف